شاہد حسین رزاقی

علاقائی تعاون برائے ترقی

پاکستان حق و انصاف اور امن کا قائل ہے۔ وہ سب ملکوں اور بالخصوص اسلامی ممالک سے خوش گوار، دوستانہ اور برادرانہ تعلقات رکھنا چاہتا ہے۔ وہ بین الاقوامی امن کو فروغ دینے کے لیے سب ملکوں سے تعاون کرنے پر آمادہ ہے اور بین الاقوامی کشیدگی کو مصالحت اور مفاہمت کے ذریعہ ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پاکستان جبر و استبداد اور بے انصافی کو امن عالم کے لیے خطرہ سمجھتا ہے۔ قوموں کے حق خود ارادیت کا حامی ہے، اور مظلوم و محکوم قوموں کی مادی و اخلاقی امداد کرنے اور اقوام متحدہ کے منشور کو سربلند رکھنے کی کوششوں میں پوری طرح امداد و تعاون کر رہا ہے۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد ملک کی سلامتی اور ترقی ہیں اور سلامتی کے مفہوم میں ملک کا دفاع اور نصب العین کی بقا دونوں شامل ہیں۔ وہ باہمی عزو وقار کی بنیاد پر دوستانہ تعلقات استوار کرنا چاہتا ہے۔ لیکن کسی کی بالادستی اور آقائی قبول نہیں کر سکتا۔ یہ ہیں خارجہ پالیسی کے وہ اہم اصول جو صدر ایوب نے اپنی قوم کو دیے ہیں اور جن پر نہایت دانش مندی اور کامیابی سے عمل پیرا ہو کر پاکستان نے اقوام عالم کی نظر میں ایک خاص مرتبہ اور عزو وقار حاصل کر لیا ہے۔ اپنی اسی پالیسی کے مطابق پاکستان تمام اسلامی ممالک سے برادرانہ تعلقات رکھنا اور باہمی ربط و تعاون کو فروغ دینا چاہتا ہے اور علاقائی تعاون برائے ترقی کا معاہدہ اسی جذبے کا ایک عملی اظہار ہے۔

باہمی تعاون کے معاہدے

اسلامی ممالک اپنے محل وقوع کی بنا پر اور اقتصادی و فوجی اعتبار سے غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں اور دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں ان سے دوستی کو ضروری اور مفید سمجھتی ہیں۔ دوسری طرف اسلامی ممالک کو اپنی تعمیر و ترقی اور تحفظ کے لیے بیرونی امداد کی ضرورت ہے اور اسی

وجہ سے وہ فوجی معاہدوں میں بھی شامل ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان نے بھی دفاعی معاہدے کیے، اور ۱۹۵۵ء میں معاہدۂ بغداد میں شامل ہوا۔ یہ ایک دفاعی تنظیم تھی جس میں برطانیہ، ترکی، عراق اور ایران بھی شریک تھے۔ امریکہ اگرچہ اس میں شامل نہیں ہوا لیکن اس معاہدہ سے اس کا ہمیشہ گہرا تعلق رہا ہے۔ ۱۹۵۸ء میں عراق معاہدۂ بغداد سے الگ ہوگیا اور اس کا نام بدل کر سینٹو رکھا گیا، اور اس کے دفاعی مقاصد کو مزید تقویت دینے کے لیے ۱۹۵۹ء میں پاکستان، ایران اور ترکی نے امریکہ کے ساتھ دوطرفہ تعاون کے معاہدے کرلیے۔ سینٹو کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ اس کے ذریعہ پاکستان، ایران اور ترکی میں گہرے تعلقات قائم ہوگئے۔ ان کو ایک دوسرے سے واقف ہونے، ان کے مسائل کو سمجھنے اور پالیسیوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے بہت عمدہ مواقع ملے، اور یہ ممکن ہوسکا کہ وہ قومی تعمیر و ترقی کے لیے باہمی تعاون کے منصوبے بنائیں اور ان پر عمل پیرا ہوں۔ اسلامی ممالک میں اسلام کا رشتہ موجود ہے اور اگر یہ اقتصادی، ثقافتی اور ترقیاتی امور میں بھی ایک دوسرے سے تعاون کریں تو ان کے تعلقات اور زیادہ وسیع اور مستحکم ہوجائیں گے۔ یہی وہ خیال تھا جس کو پیش نظر رکھتے ہوئے صدر ایوب نے شاہ ایران، صدر ترکیہ جمال گرسل اور وزیر اعظم عصمت انونو کے سامنے علاقائی تعاون برائے ترقی (آر۔سی۔ڈی) کی تجویز پیش کی اور انھوں نے اس کا خیر مقدم کیا۔ چنانچہ ابتدائی کام مکمل ہونے کے بعد ۲۰ اور ۲۱ جولائی ۱۹۶۴ء کو استنبول میں پاکستان، ایران اور ترکیہ کے سربراہوں کی کانفرنس ہوئی جس میں "علاقائی تعاون برائے ترقی" کا معاہدہ عمل میں آیا اور ایک مشترکہ اعلان میں اس کے مقاصد کی وضاحت کی گئی۔

تنظیم کے مقاصد

پاکستان، ایران اور ترکیہ پر مشتمل علاقہ کئی اعتبار سے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے اور ان ملکوں کے سربراہوں نے اس یقین کا اظہار کیا کہ علاقائی تعاون قومی ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنے اور امن و استحکام کو ترقی دینے میں ممد و معاون ہوگا۔ ان تینوں ملکوں کے باشندوں میں تاریخی اور ثقافتی روابط بھی قائم ہیں جو باہمی تعاون کو فروغ دینے کے لیے ایک مستحکم اساس بن سکتے ہیں، اور تمام علاقہ کے باشندوں کے مفاد کے لیے ان روابط کو ترقی دینا ضروری ہے۔ چنانچہ یہ طے کیا گیا کہ موجودہ روابط کو وسیع تر کرنے اور باہمی تعاون کے جذبے کو فروغ دینے کے لیے مناسب طریقے

اور ذریعے اختیار کیے جائیں۔ مشترکہ اعلان میں علاقائی تعاون برائے ترقی کے مقاصد بیان کیے گئے اور یہ بات بھی واضح کر دی گئی کہ اگر اس علاقے کے دوسرے ممالک بھی اس تنظیم میں شامل ہو جائیں تو تینوں ملکوں کو بہت خوشی ہو گی۔

ان مقاصد کو روبہ عمل لانے کے لیے ایک لائحۂ عمل بنایا گیا جس کی تفصیل یہ ہے:

علاقائی تعاون برائے ترقی کے منصوبے کو عملی شکل دینے کے لیے سربراہوں نے یہ طے کیا کہ:

۱۔ اشیا کی آزادانہ نقل و حمل کے لیے عملی اقدام مثلاً تجارتی معاہدے وغیرہ کیے جائیں۔

۲۔ تینوں ملکوں کے موجودہ ایوان ہائے تجارت میں قریبی ربط قائم کیا جائے اور ایک مشترک ایوان تجارت بنایا جائے۔

۳۔ مشترک منصوبے بنائے اور روبہ عمل لائے جائیں۔

۴۔ تینوں ملکوں کے درمیان ڈاک کی شرح کم کر کے اندرونِ ملک کی شرح کے برابر کر دی جائے۔

۵۔ فضائی نقل و حمل کی موجودہ سروسوں کو تینوں ملکوں میں بڑھایا جائے اور آئندہ تینوں ملکوں کی بین الاقوامی فضائی سروس قائم کی جائے۔

۶۔ بحری سروسوں میں قریبی ربط پیدا کرنے کے امکانات کا جائزہ لیا جائے اور ایک مشترکہ جہازراں کمپنی قائم کی جائے۔

۷۔ تینوں ملکوں کو باہم مربوط کرنے کے لیے ریلیں اور سڑکیں بنائی جائیں۔

۸۔ سیاحت کو فروغ دینے کے لیے ایک معاہدہ کیا جائے۔

۹۔ تینوں ملکوں کے درمیان سفر کے لیے ویزا کی پابندی ختم کی جائے۔

۱۰۔ فنی ماہر اور فنی تربیت کی سہولتیں فراہم کر کے ایک دوسرے کی مدد کی جائے۔

۱۱۔ اس علاقے کے ملکوں میں ثقافتی روابط کو فروغ دینے کے امکانات معلوم کیے جائیں اور علاقہ کے باشندوں کو ان کی مشترک ثقافتی میراث، تاریخ، تہذیب اور ثقافت کے بارے میں معلومات فراہم کی جائیں اور اس مقصد کے لیے منجملہ دیگر امور کے یونیورسٹیوں میں چیئرز قائم کی جائیں۔ طلبا کا تبادلہ کیا جائے۔ وظائف دیے جائیں اور ثقافتی مراکز قائم کیے جائیں۔ نیز

مشترک ثقافتی ورثہ کے متعلق تحقیق کے لیے مشترکہ طور پر ایک ادارہ قائم کیا جائے۔

تنظیمی ادارے

۳ اور ۴ جولائی ۱۹۶۴ء کو انقرہ میں تینوں ملکوں کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس ہوئی تھی جس میں علاقائی تعاون کے لیے عملی تدابیر پر غور کیا گیا اور ۱۸ اور ۱۹ جولائی کو ان وزیروں کی جو کانفرنس ہوئی اس میں سفارشات مرتب کی گئیں۔ ۲۱ جولائی کو سربراہوں نے ان سفارشات کی توثیق کی، اور علاقائی تعاون برائے ترقی کی ایک تنظیم قائم کرنے اور اس کے منصوبوں کو روبہ عمل لانے کے لیے چند ادارے قائم کرنے کی منظوری دی۔

وزارتی کونسل

ترقی و تعاون کی اس تنظیم میں سب سے اعلیٰ ادارہ وزارتی کونسل ہے جو اعلیٰ سطح پر معاہدہ کے رکن ممالک میں ربط قائم رکھتی ہے، اور معاہدہ سے متعلق امور کا فیصلہ کرتی ہے۔ یہ کونسل تینوں ملکوں کے وزرائے خارجہ پر مشتمل ہے، اور مشترکہ مفاد والے مسائل کا مناسب فیصلہ کرنے اور اس کو روبہ عمل لانے کے لیے اس میں دوسرے وزیر بھی شامل کر لیے جاتے ہیں۔

منصوبہ بندی کی کونسل

دوسرا اہم ادارہ منصوبہ بندی کی کونسل ہے جو علاقائی تعاون کو فروغ دینے اور ترقیاتی منصوبوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی غرض سے قائم کی گئی ہے۔ یہ ترقیاتی منصوبوں پر غور کرتی، رکن ممالک کے معاشی وسائل کا جائزہ لیتی اور وزارتی کونسل کی منظوری کے لیے سفارشات پیش کرتی ہے۔ معاہدہ کے رکن تینوں ممالک کی تنظیم منصوبہ بندی کے عہدہ دارا علیٰ اس کونسل کے رکن ہوتے ہیں۔

مستقل کمیٹیاں

تنظیم کا تیسرا اہم حصہ مستقل کمیٹیاں ہیں۔ پہلے ان کی تعداد سترہ تھی۔ اپریل ۶۸ء میں وزارتی کونسل نے اس شعبہ پر نظرثانی کی اور سات کمیٹیاں بنائی گئیں جن کا تعلق ان امور سے ہے:

(۱) صنعت (۲) پٹرول اور پیٹرو کیمیکلس (۳) تجارت (۴) نقل و حمل اور مواصلات (۵) فنی تعاون اور نظم و نسق عامہ (۶) معاشرتی امور، اور (۷) باہمی روابط۔

سکریٹیریٹ

اعلی سطح کی مندرجہ بالا تنظیموں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے تہران میں ایک سکریٹیریٹ قائم کیا گیا ہے جو سکریٹری جنرل کے تحت کام کرتا ہے۔ یہ محکمہ اجلاسوں کا انتظام کرنا اور ان میں جو مباحث اور فیصلے ہوتے ہیں ان سے تینوں ملکوں کی حکومتوں کو مطلع کرتا ہے۔ یہ حکومتیں معلومات کا تبادلہ اسی محکمہ کے توسط سے کرتی ہیں اور حکومتوں میں باہمی تعاون کے فروغ کے لیے راہ ہموار کرنا بھی اس کے فرائض میں داخل ہے۔ یہ محکمہ کمیٹیوں کے پیش نامے اور مباحث کی روداد تیار کرتا اور ان کے فیصلوں کو روبہ عمل لانے کے لیے حکومتوں سے ربط قائم رکھتا ہے۔

معاشی تعاون

کسی علاقے کے ملکوں کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لیے موجودہ زمانے میں علاقائی معاشی گروہ بندی کو بہت مفید اور مؤثر خیال کیا جاتا ہے، اور اس کو بین الاقوامی اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ پاکستان، ایران اور ترکی میں معاشی تعاون کو ترقی دے کر اس علاقے کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لیے ان ملکوں کی علاقائی معاشی گروہ بندی بہت ضروری سمجھی گئی۔ اس علاقے کی آبادی سولہ کروڑ کے قریب ہے اور تینوں ملکوں کے مسائل ایک جیسے ہیں۔ تجارتی اور معاشی تعاون کی وجہ سے ان کو ایک وسیع مارکٹ مل گیا ہے جو معاشی اور صنعتی ترقی کے لیے نہایت مفید ہے۔

تجارت

اس علاقے کے معاشی مفاد کو پیش نظر رکھ کر تینوں ملکوں کی باہمی تجارت کو فروغ دینے کے منصوبے بنائے گئے ہیں، اور اس میں نمایاں اضافہ ہو رہا ہے۔ اپریل ۱۹۶۷ء میں انقرہ میں کثیر النوع اداںیگیوں کے لیے یونین کے قیام کا راضی نامہ ہوا تاکہ ان ملکوں میں تجارت بڑھے اور اس میں جو رکاوٹیں ہوں وہ دور کی جاسکیں۔ ان ممالک کا مشترک ایوانِ تجارت کراچی میں قائم کیا گیا ہے۔ حال ہی میں تینوں ملکوں کے وزرائے تجارت کی کانفرنس تہران میں ہوئی تھی جس میں ان ملکوں کے درمیان تجارت کو فروغ دینے کے لیے ایک مؤثر

تنظیم قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ سڑکوں، ریلوں، بحری اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ نقل و حمل کی سہولتیں بڑھانے کے جن منصوبوں پر عمل ہو رہا ہے ان سے تجارت میں غیر معمولی اضافہ ہو جائے گا۔

بینکاری اور بیمہ

معاہدے کے تینوں ملکوں کے درمیان بینکاری کی سہولتیں فراہم کرنے کی اہمیت کو پوری طرح محسوس کیا گیا ہے اور اس کے لیے ایک منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔ آر۔ سی۔ ڈی کمرشل بینک اور مشترکہ ترقیاتی بینک قائم کرنے پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ تینوں ملکوں کے تعاون سے بیمہ اور مکرر بیمہ کے منصوبے پر عمل ہو رہا ہے تاکہ ان میں بیمہ کے کاروبار کو فروغ ہو اور اس ضمن میں غیر ملکی کمپنیوں کو جو زرمبادلہ دینا پڑتا ہے وہ بچا لیا جائے۔ ۱۹۶۶ء میں پاکستان، ایران اور ترکی میں تین ری انشورنس پول قائم کیے گئے تھے۔ اب دو اور پول قائم ہوئے ہیں۔ ان میں تینوں ملکوں کی کئی انشورنس کمپنیاں شریک ہیں۔ پولوں کا انتظام اس ملک کی بیمہ کارپوریشن کرتی ہے جہاں وہ واقع ہیں۔

کراچی میں آر۔ سی۔ ڈی ری انشورنس سنٹر قائم کیا گیا ہے جو ۱۹۶۵ء سے کام کر رہا ہے۔ اس کی مرکزی انتظامیہ تینوں ملکوں کے ایک ایک نمائندے پر مشتمل ہے۔ اس کا مقصد ان ملکوں میں بیمہ کے کاروبار میں تعاون پیدا کرنا، کاروباری اور فنی معلومات بہم پہنچانا، کاروبار کی تربیت دینا اور تربیت حاصل کرنے والوں کا باہمی تبادلہ کرنا ہے۔

صنعتی منصوبے

علاقے کے مشترک مفاد کو پیش نظر رکھ کر پچاس کے قریب صنعتی منصوبے بنائے گئے ہیں جو باہمی تعاون کی اساس پر روبہ عمل لائے جا رہے ہیں۔ ان میں المونیم، بینک نوٹ پیپر، پٹ سن کی مصنوعات، تار اور کیبل، انجن، پارچہ بافی کی مشین، موٹر کے پرزے، برقی آلات اور ڈیزل انجن وغیرہ شامل ہیں، اور پاکستان، ایران اور ترکی میں کئی کارخانے قائم کیے جا رہے ہیں۔ مشترکہ صنعتوں کے قیام سے اس علاقے کی صنعتی ضروریات کی تکمیل میں بہت مدد ملے گی۔ اقتصادی ترقی کی راہ ہموار ہو جائے گی اور وہ زرمبادلہ بچ جائے گا جو بیرونی ممالک سے یہ

اشیا درآمد کرنے پر صرف ہوتا ہے۔

اس علاقے کی صنعتی ترقی میں پٹرول اور پٹروکیمیکلس کی صنعت کو خاص اہمیت حاصل ہے اور اس کو باہمی اشتراک و تعاون کی اساس پر فروغ دیا جا رہا ہے۔ تینوں ملکوں میں پٹرول اور گیس تلاش کرنے، تیل نکالنے اور صاف کرنے اور اس کو لے جانے کا انتظام کرنے پر پوری توجہ کی جا رہی ہے۔ ترکیہ میں ازمیر آئل ریفائنری پروجیکٹ پر تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ ایران میں پٹرول کے کنوؤں سے نکلنے والا تیل ترکیہ میں بحیرۂ روم کی بندرگاہ تک پہنچانے کے لیے پائپ لائن بچھانے کا منصوبہ پیش نظر ہے، اور پاکستان کے علاقہ مکران میں پٹرول تلاش کرنے کا مشترک منصوبہ بھی زیر غور ہے۔

بحری سروسیں

اس علاقے میں تجارت کی ترقی اور نقل و حمل کے وسائل کو بہتر بنانے کے لیے بری، بحری، اور فضائی سروسوں کو ترقی دینے پر خاص توجہ کی گئی ہے۔ ۱۹۶۲ء میں بحری جہاز چلانے کا مشترک ادارہ قائم کیا گیا تاکہ معاہدے میں شامل ملکوں اور دوسرے ملکوں کے درمیان بحری نقل و حمل کا مناسب انتظام ہو سکے۔ تجارت کو فروغ ہو اور تینوں ملک بیرونی ممالک کے جہاز سے کر زرمبادلہ میں ان کا جو کرایہ دیتے ہیں اس کی بچت ہو جائے۔ اس منصوبے کے مطابق مئی ۱۹۶۶ء میں معاہدے کے تینوں ملکوں کے درمیان بحری سروس شروع ہو گئی اور اس کے تین مہینے بعد امریکہ سے ترکیہ اور پاکستان کی بندرگاہوں تک جہاز چلنے لگے۔ اس طرح ترکیہ اور پاکستان کے درمیان براہ راست سروس قائم ہو گئی۔ جس سے تجارت کو فروغ ہوا۔ آر۔سی۔ڈی شپنگ سروس نے دوسری کمپنیوں سے کم کرایہ رکھا ہے تاکہ اس علاقے کی بیرونی تجارت اور خود اس کے کاروبار میں ترقی ہو۔

فضائی سروسیں

مواصلات کی ترقی کے پیش نظر باہمی تعاون کی اساس پر فضائی نقل و حمل کا منصوبہ بھی بنایا گیا ہے اور اس پر عمل ہو رہا ہے۔ چنانچہ کئی فضائی سروسیں قائم کی گئی ہیں۔ ۱۹۶۶ء میں پی۔آئی۔اے اور ایران   نے براہ استنبول یورپ کے لیے جٹ سروسیں جاری کیں۔ تینوں ملکوں کی

قومی فضائی سروسوں نے اپنے ملک میں ایک دوسرے کو اپنا جنرل سیلز ایجنٹ مقرر کر دیا ہے، اور تینوں ملکوں کی سروسوں کے لیے یکساں معیاری قواعد و ضوابط بنائے جا رہے ہیں۔

آر۔سی۔ڈی شاہراہ

پاکستان، ایران اور ترکیہ کو اعلیٰ درجہ کی سڑکوں کے ذریعہ مربوط کرنا بہت ضروری ہے، اور تینوں ملک آر۔سی۔ڈی کی اس شاہراہ کو جلد از جلد مکمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو انقرہ، تہران اور کراچی کو ملائے گی۔ اس شاہراہ کا مجموعی طول ۵۲۶۷ کیلومیٹر یا ۳۲۹۲ میل ہے۔ اس کا ترکی حصہ ۱۲۵۷ کیلومیٹر، ایرانی حصہ ۲۷۰۰ کیلومیٹر اور پاکستانی حصہ ۱۳۱۰ کیلومیٹر ہے، اور یہ بہت تیزی سے مکمل کی جا رہی ہے۔

ریلوں کی تعمیر

سڑکوں کے علاوہ ان تینوں ملکوں کو ریل کے ذریعہ مربوط کر دینا بھی نہایت اہم ہے، اور ان کی حکومتوں نے اس بات سے اتفاق کر لیا ہے کہ تینوں ملکوں کو ریل کے ذریعہ باہم مربوط کرنے کے لیے ریل کی پٹریاں ڈالی جائیں۔ اس منصوبے پر بہت تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ ترکیہ اور ایران کے درمیان ریلوے لنک تقریباً مکمل ہو گئی ہے، اور ایران پاکستان سے مربوط ہونے کے لیے ریلوے لائن تعمیر کر رہا ہے۔

ڈاک اور برقی مواصلات

اس علاقے میں ڈاک، تار اور ٹیلیفون کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے تینوں حکومتوں نے کئی تدبیریں اختیار کی ہیں، اور ان کی شرحوں میں کمی کر دی گئی ہے۔ تاکہ تینوں ملکوں میں ڈاک اور برقی مواصلات کے ذریعہ بھی باہمی ربط میں اضافہ ہو، اور لوگ اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔ پاکستان سے خط اور پارسل پہلے براہ مصر ترکیہ بھیجے جاتے تھے، دسمبر ۱۹۶۴ء سے براہ ایران جاتے ہیں۔ تینوں ملک اپنی سرحدوں پر ڈاک خانے، تار گھر اور ٹیلیفون گھر قائم کر رہے ہیں اور ان کے درمیان ٹیلیفون کا سہولت بخش نظام قائم کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔

فنی تعاون

۱۹۶۴ء میں تینوں ملکوں نے فنی مسائل کو حل کرنے کے لیے ایک معاہدہ کیا تھا اور اس کے

مطابق ایک جامع پروگرام بنایا گیا ہے۔ چنانچہ یہ ملک فنی ماہروں اور تربیت پانے والوں کا باہمی تبادلہ کرتے ہیں۔ فنی مسائل پر مذاکرات ہوتے ہیں اور مقالے شائع کیے جاتے ہیں۔ زراعت، صنعت وحرفت، کان کنی، پیشہ ورانہ تربیت، دیہی امور، تعمیرات عامہ، صحت، خاندانی منصوبہ بندی، مواصلات، بینکاری اور بیمہ اور نظم ونسق عامہ جیسے اہم امور فنی تعاون کے منصوبے میں شامل ہیں۔

صحت اور خاندانی منصوبہ بندی

اس علاقے میں حفظان صحت اور خاندانی منصوبہ بندی کی اہمیت واضح کرنے کے لیے مناسب تدبیریں اختیار کی جارہی ہیں۔ آر۔ سی۔ ڈی میڈیکل اسوسی ایشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور سرحدی علاقوں میں متعدی امراض کے بارے میں معلومات کا تبادلہ کرنے کا انتظام ہوا ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کے لیے پاکستان نے جو کام کیا ہے اس سے ایران اور ترکیہ نے گہری دلچسپی ظاہر کی ہے اور ۱۹۶۸ء میں خاندانی منصوبہ بندی کے ماہروں کے باہمی تبادلوں کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ اس منصوبہ کے متعلق جو لٹریچر شائع ہوتا ہے اس کا تینوں ممالک آپس میں تبادلہ کرتے ہیں۔ اس موضوع پر تین مذاکرے بھی ہوئے جو مفید اور معلومات افزا تھے اور ان کی رپورٹ شائع کر دی گئی ہے۔

زراعت اور آبی وسائل

تینوں ملکوں کی اقتصادی زندگی میں زراعت کو مرکزی اور بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ فنی تعاون کے زمرے میں زراعت اور آبی وسائل کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ ۱۹۶۸ء کے لیے جو پروگرام بنایا گیا ہے اس میں ماہرین کا تبادلہ، تربیت کی سہولتیں، زراعت، جنگلات، اور مویشیوں کے بارے میں معلومات کا تبادلہ اور مذاکروں کا انعقاد بھی شامل ہیں۔

ثقافتی تعاون

علاقائی تعاون کے معاہدے کا ایک اہم حصہ ثقافتی تعاون ہے جس کو فروغ دینے کے لیے تینوں ملکوں کی ثقافت کے مشترک عناصر اور تاریخی و تہذیبی روابط کے بارے میں معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ جون ۱۹۶۶ء میں تہران میں علاقائی ثقافتی ادارہ قائم کیا گیا اور اس کی شاخیں

استنبول، لاہور اور ڈھاکہ میں کھولی گئیں۔ اس ادارے کا مقصد تینوں ملکوں کی تاریخ، ثقافت، تہذیب و معاشرت اور رسوم و رواج کے بارے میں تحقیقات کرکے اس کو کتابی صورت میں شائع کرنا ہے۔ تہران میں ادارہ کا ایک کتب خانہ بھی ہے جس میں ان ملکوں کی ثقافت سے متعلق منتخب کتابیں فراہم کی گئی ہیں۔ یہ کتب خانہ تینوں ملکوں کی مطبوعات کے تبادلے کا بھی انتظام کرتا ہے اور وہاں کے کتب خانوں میں جو مخطوطات ہیں ان کی فہرستیں تیار کر رہا ہے۔

ادارہ کا وسیع اشاعتی پروگرام ہے۔ اس علاقے کی تاریخ، تہذیب اور ثقافت کے بارے میں ایک اہم کتاب شائع کی جا رہی ہے۔ شہنشاہ ایران کی کتاب "انقلاب سفید" کا ترجمہ ترکی، اردو اور بنگالی میں کیا گیا ہے۔ صدر ایوب کی کتاب کا فارسی اور ترکی میں ترجمہ ہوا ہے۔ اتاترک کی سوانح کا فارسی، اردو اور بنگالی میں ترجمہ ہو رہا ہے۔ علامہ اقبال کی کتاب "ری کنسٹرکشن آف ریلیجس تھاٹ ان اسلام" کا فارسی میں، "ارمغانِ حجاز" اور "ضربِ کلیم" کا ترکی میں اور "ڈیولپمنٹ آف میٹا فزکس ان پرشیا" کا ترکی اور فارسی میں ترجمہ ہو رہا ہے۔ ترکیہ کے مشہور شاعر احمد عاکف پر ایک تصنیف کا ترجمہ فارسی، اردو اور بنگالی میں کیا جا رہا ہے، اور نذر الاسلام کی کچھ نظموں کا بھی فارسی اور ترکی میں ترجمہ کیا جائے گا۔ یہ ادارہ لغات کی تدوین اور قومی زبانوں کی تعلیم کا انتظام بھی کرتا ہے۔

سیاحوں کے لیے سہولتیں

اس علاقے کے تینوں ملکوں کے باشندوں میں ربط و ضبط بڑھانے کے لیے سیاحت کو ترقی دینے کی اہمیت محسوس کی گئی اور اکتوبر ۱۹۶۴ء میں ان ملکوں نے سیاحت کے بارے میں ایک معاہدہ کیا۔ چنانچہ تینوں ملکوں کے شہریوں کے لیے ان ملکوں کا ویزا لینے کی پابندی ختم کر دی گئی۔ سیاحت کو ترقی دینے اور سیاحوں کے لیے سہولتیں بہم پہنچانے کی تدبیریں اختیار کی جا رہی ہیں۔ سیاحت کے دفتر قائم کیے گئے ہیں اور نوجوانوں اور طلبا کو سیاحت کی ترغیب دلانے کے لیے خصوصی رعایت کی جاتی ہے۔

نشر و اشاعت اور معلومات

علاقائی تعاون برائے ترقی کا معاہدہ جن مقاصد کو پیشِ نظر رکھ کر کیا گیا ہے ان کا تقاضا

ہے کہ اس کی سرگرمیوں کی بخوبی تشہیر کی جائے اور اس کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی جائیں۔ چنانچہ معاہدہ میں شامل ممالک کے بارے میں مختلف قسم کی معلومات کی فراہمی اور اس کے مقاصد کی تشہیر پر بھی خاص توجہ کی گئی ہے۔ تینوں ملکوں کی ریڈیو تنظیمیں آپس میں تعاون کر رہی ہیں۔ قومی خبر رساں ادارے ان ملکوں کے بارے میں خبروں کی اشاعت پر خصوصی توجہ کرتے ہیں۔ باہمی دلچسپی کے پروگراموں، تصویری خبر ناموں اور معلوماتی فلموں کا تبادلہ کیا جاتا ہے۔ فلمی میلے منعقد کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ صحافیوں کے تبادلے کا انتظام کیا جاتا ہے اور معلوماتی رسائل شائع کیے جاتے ہیں تاکہ ان ملکوں کے لوگ ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھ سکیں اور ہر قسم کی ضروری معلومات حاصل کر سکیں اور اس طرح اتحاد و تعاون کے اس جذبے کو تقویت حاصل ہو جس کے لیے یہ معاہدہ کیا گیا ہے۔

اسلامی جمہوریت

مولانا رئیس احمد جعفری

ملوک و سلاطین کا زمانہ گذر گیا اور موجودہ دور سلطانی جمہور کا زمانہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ درحقیقت جمہوریت ہے کیا؟ اس کی تعریف کیا ہے؟ اس کے حدود و خصائص کیا ہیں؟ یہ کس طرح بروئے کار آتی ہے اور اس کا تحفظ کس طرح کیا جاتا ہے۔ دنیا نے اس کا جواب مختلف انداز میں دیا ہے لیکن اسلام نے جس جمہوریت کا خاکہ دنیا کے سامنے پیش کیا اور اس پر عمل کر دکھایا، وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بالکل منفرد اور یکتا ہے۔ اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ اسلامی جمہوریت کی وضاحت کی گئی ہے۔ قیمت ۹ روپے

مقالات

مولانا محمد جعفر پھلواروی

یہ کتاب مولانا محمد جعفر پھلواروی کے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو وقتاً فوقتاً ماہنامہ ثقافت اور دیگر مجلات میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ ان مضامین کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں پرانی باتیں نہیں دہرائی گئی ہیں بلکہ نئے افکار، نئی تحقیقات اور نئے استدلال ہیں اور اجتہاد و فکر کا رنگ نمایاں ہے۔ اس مجموعہ میں تاریخی، دینی، فقہی، عقلی، ثقافتی ہر طرح کے مضامین شامل ہیں۔

ملنے کا پتہ: سیکرٹری ادارۂ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور قیمت ۱۰٫۵۰ روپے